۱۳/ ستمبر ۱۹۰۷ء

خطبہ نکاح

سید عبدالرحیم سیالکوٹی کا نکاح منشی عبدالرحمٰن صاحب کپور تھلوی کی دختر نیک اختر امۃ اللہ نام سے یک صد روپیہ مہر پر پڑھا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس نکاح کو مبارک کرے۔

تشہد و تعوذ اور آیات مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اسلامیوں کی ہر ایک کتاب، ہر ایک سبق، ہر ایک تصنیف اور خطوط وغیرہ میں ہمیشہ یہ بات مدنظر رکھی گئی ہے کہ اللہ جل شانہ کی بزرگی، عظمت، بڑائی اور کبریائی کا بیان ہو۔ ہر ایک تحریر اور تقریر سے پہلے اسی کی صفات کا تذکرہ اور اسی کی حمد و ستائش کو مقدم رکھا گیا ہے۔ یہاں تک کہ ہر ایک سبق سے پہلے بھی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھا جاتا ہے۔ غرض اس سے یہ ہوتی ہے کہ انسان کے اقوال ہوں یا افعال ہوں ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو مدنظر رکھنا چاہئے اور ہر ایک کام میں خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے ہوں، خدا کی عظمت کا خیال رکھا جاوے۔ یہاں تک کہ پاخانہ جانے کے لئے بھی دعائیں سکھائی ہیں۔ الٰہی! جیسے ظاہری طور پر گندگی دور کرنے کا مجھے تقاضا ہوا ہے ویسے ہی روحانی طور پر بھی گندگی دور کرنے کا تقاضا ہو اور جیسے یہ گندگی دور ہو گئی ہے ویسے ہی میری روحانی گندگی اور میل

کچیل بھی دور ہو۔ ایسے ہی کھانا کھانے سے پہلے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھ کر کھانا شروع کرنا چاہئے اور ختم کرتے وقت اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ جیسی دعا سکھائی ہے۔ ایسے ہی بیوی کے ساتھ محبت کرنے کے لئے بھی دعائیں سکھائی ہیں اور پھر فراغت کے لئے بھی دعائیں بتائی ہیں۔ یہاں تک کہ بازاروں میں جانے کی بھی دعائیں ہیں اور واپس آنے کی بھی دعائیں ہیں۔ مسجدوں کے اندر داخل ہونے کی بھی دعائیں ہیں اور مسجدوں سے باہر نکلنے کی بھی دعائیں ہیں۔ اور مطلب ان کا یہی ہوتا ہے کہ اللہ کی عظمت و رضامندی کا خیال ہر دم کر لیا جاوے۔ اس کے انعاموں کو یاد کرکے اور فضلوں کا امیدوار بن کے ہر ایک کام کو کرنا چاہئے۔

بڑے بڑے کاموں میں سے نکاح بھی ایک کام ہے۔ اکثر لوگوں کا یہی خیال ہوتا ہے کہ بڑی قوم کا انسان ہو۔ حسب نسب میں اعلیٰ ہو۔ مال اس کے پاس بہت ہو۔ حکومت اور جلال ہو۔ خوبصورت اور جوان ہو۔ مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کوشش کیا کرو کہ دیندار انسان مل جاوے۔ اور چونکہ حقیقی علم، اخلاق، عادات اور دینداری سے آگاہ ہونا مشکل کام ہے، جلدی سے پتہ نہیں لگ سکتا اس لئے فرمایا کہ استخارہ ضرور کر لیا کرو۔ اور صرف ناطہ کی رسم رکھی ہے اور نکاح کی نسبت اللہ کریم فرماتا ہے کہ اس سے غرض صرف مستی کا مٹانا ہی نہ ہو بلکہ مُحۡصِنِیۡنَ غَیۡرَ مُسَافِحِیۡنَ (المائدہ:۶) کو مدنظر رکھے اور ہر ایک بات میں اس خدا کے آگے جس کے ہاتھ میں مال، جان، اخلاق و عادات اور ہر ایک طرح کا آرام ہے بہت بہت استغفار کرے اور بے پرواہی سے کام نہ لے خواہ وہ انتخاب لڑکوں کا ہو یا لڑکیوں کا۔ کیونکہ بعد میں بڑے بڑے ابتلاؤں کا سامنا ہوا کرتا ہے اور ابتلا کئی طرح کے ہوا کرتے ہیں۔

۱۔ راستبازوں اور اولوالعزم نبیوں پر بھی ابتلا آتے ہیں جیسے وَاِذِ ابۡتَلٰۤی اِبۡرٰهٖمَ رَبُّهٗ (البقرہ:۱۲۵)۔

۲۔ بدذاتوں، بے ایمانوں، کافروں اور مشرکوں پر بھی ابتلا آتے ہیں نَبۡلُوۡهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَفۡسُقُوۡنَ (الاعراف:۱۶۴)۔

۳۔ ان دونوں گروہوں کے درمیان ایک اور گروہ بھی ہے ان پر بھی آتے ہیں جیسے فرمایا وَبَلَوۡنٰهُمۡ بِالۡحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ (الاعراف:۱۶۹)۔

۴۔ اور کبھی ابتلا ترقی مدارج کے لئے بھی آتے ہیں۔ جیسے فرمایا وَلَنَبۡلُوَنَّكُمۡ بِشَىۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيۡنَ۔ الَّذِيۡنَ اِذَآ اَصَابَتۡهُمۡ مُّصِيۡبَةٌ قَالُوۡٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ اُولٰٓئِكَ عَلَيۡهِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٌ وَّاُولٰٓئِكَ هُمُ

الْمُهْتَدُوْنَ۔ (البقرہ:۱۵۶تا۱۵۸)۔

انسان کا نکاح اصل میں ایک نیا رشتہ ہوتا ہے۔ ایک اجنبی عورت سے تعلقات شروع ہو جاتے ہیں۔ بعض ملکوں میں تو عورت کو مرد کا یا مرد کو عورت کا پتہ تک بھی نہیں ہوتا اور ان کا آپس میں نکاح شروع کر دیتے ہیں۔ عورتیں حقیقت میں فطرتاً ناقص العقل اور ناقص الدین ہوتی ہیں اور پھر بدقسمتی سے ہمارے ملک میں تو عورتیں کچھ پڑھی لکھی بھی کم ہوتی ہیں۔ لوگوں کی غفلت ُسستی اور کاہلی کے سبب سے بہت ہی کم عورتیں تعلیم یافتہ ملیں گی۔ اور پھر بے پرواہی اور غفلت کے سبب سے عورتوں کی تعلیم میں بہت کم توجہ کی جاتی ہے اور ایسے ضروری کام میں بہت بے توجہی سے کام لیا جاتا ہے۔ مرد فطرتاً چاہتا ہے کہ میری بیوی میرے رنگ میں رنگین ہو جاوے اور ہر طرح سے میرے مذاق کے مطابق بن جاوے۔ اس لئے بعض وقت خفا ہو کر اور غصہ میں آکر طعن اور تشنیع دیتا ہے۔ اتنا نہیں سوچتا کہ مجھے تو دنیا کے سرد و گرم کی واقفیت بڑے بڑے تجربہ کاروں کی صحبت کے اثر اور عمدہ عمدہ مجلسوں کی اعلیٰ اعلیٰ باتوں کے باعث ہے اور اس بیچاری کو اتنی خبر ہی کہاں ہے اور ایسا موقع ہی کب میسر آ سکتا ہے۔ اور پھر عورت مرد کے تعلق کی آپس میں ایسی خطرناک ذمہ داری ہوتی ہے کہ بعض اوقات معمولی معمولی باتوں پر حسن و جمال کا خیال بھی نہیں رہتا اور عورتیں کسی نہ کسی نہج میں ناپسند ہو جاتی ہیں اور ان کے کسی فعل سے کراہت پیدا ہوتے ہوتے کچھ اور کا اور ہی بن جاتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا (النساء:۲۰)۔

پس عزیزو! تم دیکھو اگر تم کو اپنی بیوی کی کوئی بات ناپسند ہو تو تم اس کے ساتھ پھر بھی عمدہ سلوک ہی کرو۔ اللہ فرماتا ہے ہم اس میں عمدگی اور خوبی ڈال دیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک بات حقیقت میں عمدہ ہو اور تم کو بری معلوم ہوتی ہو۔

کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ مجھ پر حملہ کرتا ہے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں کسی کی طرف اشارہ نہیں کرتا۔ بلکہ مجھے شروع سے ایک دردمند دل دیا گیا ہے۔ پس چاہئے کہ اپنے اقوال اور افعال کا بہت مطالعہ کرو۔

اب میں وہ آیات پڑھتا ہوں جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات نکاحوں کے وقت پڑھا کرتے تھے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ (اٰل عمران:۱۰۳) مومن کو چاہئے کہ تقویٰ کے لئے بیاہ

کرے۔ بیاہ سے غرض صرف تقویٰ ہو۔ ہر ایک چیز کو دیکھ لینا چاہئے کہ اس کا فائدہ کیا ہو گا؟ اخلاق پر اس کا کیا اثر ہو گا؟ خدا اس سے راضی ہو گا کہ نہیں ہو گا۔ مخلوق کو کوئی نفع پہنچے گا کہ نہیں پہنچے گا۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا (الاحزاب:۷۱،۷۲) نکاحوں کے معاملات میں بعض لوگ پہلے بڑے لمبے چوڑے وعدے دیا کرتے ہیں کہ ہم ایسا کریں گے اور تم کو اس طور پر خوش کرنے کی کوشش کریں گے اور یہ کریں گے' وہ کریں گے مگر جب یہ نیا معاملہ پیش آ جاتا ہے تو پھر بہت مشکلات پیش آ جاتی ہیں اور بد عہدی کرنی پڑتی ہے۔ اسی واسطے اللہ کریم نے فرمایا ہے کہ پہلے ہر ایک بات کو اچھی طرح سے سوچ لو اور بڑا سوچ سمجھ کر نکاح کا معاملہ کیا کرو اور اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال میں تبدیلی اور اصلاح کرے گا۔ اور جو شخص اللہ کی اطاعت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا مانتا ہے اصل میں وہی اچھی طرح سے بامراد اور کامیاب ہوتا ہے۔

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ خَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَ بَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّ نِسَآءً وَ اتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا (النساء:۲) نکاح کے اصل اغراض یہ ہیں کہ انسان کو ایک قسم کا آرام حاصل ہو اور بہت سی حاجات رفع ہوں اور صالح اولاد حاصل ہو۔ جیسے دعا سکھائی رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً (ال عمران:۳۹)۔

ایک دفعہ الحکم کے ایڈیٹر شیخ یعقوب علی نے اولاد کے حصول کے واسطے بڑے بڑے اشتہار مجھے دکھائے اور کہا کہ آپ کے اولاد نہیں ہوتی۔ دیکھو یہ کتنا بڑا دعویٰ کرتا ہے۔ آپ ضرور اس اشتہار پر عمل کریں۔ میں نے اسے یہی جواب دیا تھا کہ ایسی اولاد کی مجھے ضرورت ہی نہیں۔ نفس اولاد چیز کیا ہے؟ مجھے تو سعادت مند روح کی ضرورت ہے۔ اور رشد اور سعادت کا پتہ غالباً اٹھارہ برس کی عمر تک لگ ہی سکتا ہے۔ اگر اس طرح کی اولاد کا کوئی ٹھیکہ اٹھاوے تو ہم اس کے اشتہار پر عمل کر سکتے ہیں۔ تب اس نے جواب میں کہا کہ ایسا تو وہ نہیں کر سکتے۔ پھر میں نے جواب دیا کہ مجھے دس روپیہ والی اولاد کی ضرورت ہی نہیں۔ ایسی اولاد کا فائدہ ہی کیا ہے۔ نہ ہو تو بہتر ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت نکاح کرو تاکہ میری امت بڑھے۔ یہ تو نہیں کہا کہ انسان بہت سارے ہوں۔ یہی کہا ہے کہ میری امت بہت ہو۔ غرض مومن کو چاہئے کہ اپنی بیوی سے تعلقات میں اور اپنے اقوال اور افعال میں بھی تقویٰ کو مدنظر رکھے اور ہر فعل میں خدا کی رضامندی کا خواہاں رہے۔ خدا کرے کہ تمہارے تقویٰ میں ترقی ہو۔ آمین۔ (الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۴-----۳۰ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۵-۶)